www.ashabulhadith.com

شرح الاصول الثلاثة

ڈاکٹر مرتضی بن بخش حفظہ اللہ

درس نمبر۔18

%

إنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا ،مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ :

18۔درس نمبر:۱۸۔کوئی ایسا خیر نہیں اور کوئی ایسا شر نہیں جو آپ ﷺ نے بیان نہ کیا ہو، خیر کی وضاحت،اليوم اكملت لكم دينكم ....، آپ ﷺ کی موت پر دلیل۔کیا نبی کریم ﷺ دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں؟بعث بعد الموت،الحکم بغیر ما انزل اللہ اور جہاد(مختصر)۔

"الاصول الثلاثہ و ادلتھا" الامام العلامہ الشیخ محمد بن عبد الوہاب: کے رسالے کا درس جاری ہے تین بنیادی اصول اور ہم پہنچے تھے تیسرے اصل پر اور پچھلے درس میں تیسرے اصل کی جو اہم بات تھی وہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت میں سے بعض چیزیں ہم نے بیان کیں کیوں کہ تیسرا اصل تھا کہ نبی کریم ﷺ کی پہچان اور معرفت۔ تو پچھلے درس تک جیسا کہ شیخ صاحب نے مختصراً بیان کیا ہم نے بھی اسی کو تھوڑی سی وضاحت اور تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ بیان کیا کیوں کہ اگر سیرت کو تفصیل سے بیان کرتے تو تقریباً بیس یا پچیس درس صرف سیرت پر ہو جاتے اور وہ بھی مختصر تفسیر کیوں کہ ہمارے دروس اصول ثلاثہ پر ہیں سیرت پر نہیں ہیں تو اس لیے جو کچھ بعض اہم باتیں بھی میں جانتا ہوں کہ میں بیان نہیں کر سکا لیکن ان دروس کے تعلق سے کیوں کہ اصول ثلاثہ کے درس ہیں تو میں نہیں چاہتا کہ زیادہ لمبا ہو جائے کیوں کہ یہ درس بھی مبتدعین کے لیے ہے تو ان شاء اللہ اگلے دروس میں مزید اگر سیرت پر کچھ باتیں آئیں گی تو کریں گے یا سیرت النبی ﷺ کے لیے ایک خاص درس رکھیں گے بعد میں اس میں صرف سیرت کا بیان ہو گا ان شاء اللہ۔

تو ہم پہنچے تھے شیخ صاحب کے اس قول پر "وهذا دينه، لا خير إلا دل الأمة عليه، ولا شر إلا حذرها منه" (اور یہ نبی کریم ﷺ کا دین ہے، اس دین میں کوئی ایسا خیر نہیں الا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو بیان نہ کیا ہو اور کوئی ایسا شر نہیں الا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس سے آگاہ نہ کیا ہو)۔

"وهذا" یہ اسم اشارہ ہے، تھوڑا سا عربی گرامر کی طرف آتے ہیں۔ اسم اشارہ عربی زبان میں یاد رکھیں دو چیزوں کے لیے ہوتا ہے اور جنھوں نے ان دو چیزوں کو نہیں سمجھا اس نے عقیدے میں بھی غلطی کی ہے جسے میں ابھی بیان کرتا ہوں آگے۔ "هذا" اسم اشارہ ہے قریب کے لیے، مذکر کے لیے۔ "ذلک" اسم اشارہ ہے دور کے لیے، مذکر کے لیے۔ اب یہ اسم اشارہ جو ہے یہ کسی محسوس مشاہد چیز کے لیے ہوتا ہے جو عام طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ "هذا قلم" اشارے سے "هذا قلم" تو آپ جانتے ہیں کہ یہ پین ہے اس کو ہم دیکھتے ہیں مشاہد ہے تو اس طریقے سے یہ محسوس چیزیں ہیں

آپ کو نظر آتی ہیں۔ دوسری قسم کی جو چیزیں ہیں جن کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اسم اشارہ جو ہے وہ وہ چیزیں ہیں جو ذہن میں ہوتی ہیں لیکن محسوس نہیں ہوتیں مشاہد نہیں ہوتیں۔ ذہن میں آپ اس کو تصور کر سکتے ہیں وجود ہے لیکن ذہنی وجود ہے، محسوس مشاہد وجود نہیں ہے، اس کی مثال اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن مجید میں:

﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۷ عَلٰي بَصِيْرَةٍ ﴾(یوسف/108)

(ان کو کہہ دیجئے میرے پیارے نبی ﷺ ﴿ هٰذِهٖ ﴾ یہ اسم اشارہ ہے (میرا راستہ ہے) ﴿ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۷ عَلٰي بَصِيْرَةٍ ﴾ (میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں بصیرت کے ساتھ)

تو ﴿ هٰذِهٖ ﴾ اسم اشارہ ہے جو ہم دیکھتے ہیں۔ وہ کون سا راستہ ہے؟ وہ کون سی سبیل ہے؟ کوئی نظر آتی ہے؟ کوئی محسوس راستہ ہے؟ یعنی یہ کوئی پُل یا کوئی bridge نہیں جو ہمیں محسوس ہو یا ہمیں نظر آئے تو یہاں پر اسم اشارہ استعمال کیا گیا ہے اگرچہ اسم اشارہ استعمال کیا گیا ہے قریب کے لیے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو راستہ ہے اتنا واضح ہے اور اتنا قریب ہے جیسا کہ کوئی شخص اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ یعنی عربی زبان کی دیکھیں اس قرآن مجید میں بلاغت دیکھیں آپ یعنی جو راستہ ہے نبی کریم ﷺ کا یہ دور نہیں ہے ﴿ هٰذِهٖ ﴾ یعنی قریب ہے پہلے پھر یہ لفظ جو استعمال ہوتا ہے مشاہد چیز کے لیے یعنی اتنا واضح، صاف اور شفاف راستہ ہے کہ سب کے قریب ہے اور سب کو نظر آتا ہے جو اس پر چلنا چاہتے ہیں اور جو نہیں چلنا چاہتے ان کے لیے دور بھی ہے اور ان کو نظر بھی نہیں آتا۔

اب یہاں پر شیخ صاحب نے فرمایا ہے "و هذا دينه" (اور یہ نبی کریم ﷺ کا دین ہے) کوئی چیز نظر آرہی ہے ہمیں وہ کون سا دین ہے؟ کوئی خاص محسوس چیز ہے؟ مشاہد چیز ہے؟ نہیں، موجود ہے لیکن ہمارے دلوں میں، ہمارے دماغ میں، ہمارے جسم پر اس کا اثر ہے ہمارے ذہن میں وہ موجود ہے جس کی حقیقت ہے قرآن اور سنت "هذا دينه" یعنی یہ نبی کریم ﷺ کا دین ہے۔ جو ہمیں کہاں سے ملا؟ قرآن اور صحیح حدیث سے ملا اس کا وجود ہمارے دلوں میں ہے، ہمارے ذہنوں میں ہے اور اس کا اثر ہمارے جسموں پر ہے۔

یہاں پر عقیدے کا ایک مسئلہ آتا ہے، آپ جانتے ہیں وہ کون سا ہے؟ قبر میں سوال جب فرشتے کرتے ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے سوال کریں گے میت سے "مَنْ رَبُّكَ؟ مَا دِينُكَ؟ وَ مَنْ نَبِيُّكَ؟"۔ اس میں تو کوئی مشکل نہیں۔ دوسری روایت میں آیا ہے "مَنْ رَبُّكَ؟ مَا دِينُكَ؟ مَاذَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ ؟" اسم اشارہ ہے۔ صوفی حضرات کہتے ہیں کہ "هَذَا" کا لفظ آگیا ہے اسم اشارہ ہے اور اسم اشارہ ایک مشاہد چیز کے لیے ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تصویر ہر قبر میں آتی ہے اور وہ شخص دیکھتا ہے پھر وہ جواب دیتا ہے اس کے مطابق۔ یعنی نبی کریم ﷺ زندہ ہیں، دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں، جب چاہیں جس وقت چاہیں جا سکتے ہیں، قبر میں بھی لوگ دیکھتے ہیں اور جاگتے ہوئے بھی لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ بات سمجھ آئی کہ نہیں؟ اور دلیل کیا ہے؟ ان کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ جب صحیح حدیث میں آگیا "مَاذَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ ؟" اور هذا اسم اشارہ ہے مشاہد چیز کے لیے ہوتا ہے۔ ہم یہ ہی کہتے ہیں کہ هذا کا جو اسم اشارہ ہے وہ دو چیزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، ایک مشاہد چیز جیسے میں نے ابھی مثال دی "هذا قلم" اور ایک وہ چیز جو مشاہد نہیں ہے لیکن ذہن میں موجود ہے۔ ہمارے ذہن میں موجود ہے کہ ہمارا نبی کون ہے؟ نبی محمد ﷺ ہیں۔ ذہن میں موجود ہے۔ لیکن کیا صورت ہونا ضروری ہے تاکہ ہم پہچانیں؟ کیا خیال ہے؟ نہیں، اس لیے یہ ان کی بات بے بنیاد ہے کیوں کہ عربی گرامر بھی اس کا رد کرتی ہے اور اس عربی گرامر

سے پہلے شریعت بھی رد کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (الزمر /30) جیسا کہ آگے بیان ہو گا ان شاء اللہ اور وہ اپنی قبر میں دنیاوی زندگی نہیں بلکہ برزخی زندگی میں زندہ ہیں، تفصیل آگے بیان کرتا ہوں میں۔

"و هذا دينه" (اور یہ ہی نبی کریم ﷺ کا دین ہے) " لا خير إلا دل الأمة عليه" (کوئی بھی خیر نہیں الا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو بیان نہ کیا ہو) "و لا شر إلا حذر ها منه" (اور کوئی ایسا شر نہیں الا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے امت کو آگاہ نہ کیا ہو)۔ اور اس کی دلیل ہے، یہ جو لفظ شیخ صاحب نے استعمال کیا ہے یہ حدیث میں سے ایک حصہ ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

"مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ " (اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی نبی یا کوئی بھی رسول ایسا نہیں بھیجا الا کہ اس پر یہ حق تھا یہ فرض تھا اس نبی پر)

"أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ" (الا یہ کہ وہ اپنی امت کو ہر اس خیر کی خبر دیتا جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ یہ خیر ہے)

"وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ" (اور ان پر یہ بھی فرض تھا کہ وہ اپنی امت کو ہر اس شر کے بارے میں آگاہ کرتے جس کا وہ علم رکھتے)۔ کہ خیر کہاں کہاں پر ہے اس کا علم دے دیا، بتا دیا، فرما دیا ان کو، بیان کر دیا اور کہاں کہاں پر شر ہے، اور دیکھیں خیر دنیا اور آخرت کا اور شر بھی دنیا اور آخرت کا، یہاں پر صرف دنیا کی بات نہیں ہو رہی۔ جہاں پر دنیا اور آخرت کا خیر ہے وہ پورا کا پورا بیان کر دیا، جہاں پر دنیا اور آخرت کا شر ہے سارے کا سارا اس سے آگاہ کر دیا اور یہ ہر نبی پر فرض تھا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نبوت کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے ہر نبی کے لیے اس لیے جو شخص آج کہتا ہے کہ "دین میں کمی ہے" بدعتی حضرات جو ہیں جو بدعت کرتے ہیں تو وہ یہاں پر نبی کریم ﷺ کو غیر مباشر طریقے سے indirectly وہ یہاں نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ کیوں؟ کیوں کہ ایک خیر تھا جو اپنی امت کو بیان نہیں کر گئے۔ وہ کیا خیر تھا؟ وہ جشن میلاد تھا، جشن میلاد النبی ع تھا! وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں خیر ہے ہم خیر کا کام ہی تو کرتے ہیں۔ اگر اس میں خیر ہوتا تو کیا امت کو بیان نہیں کر کے جاتے؟ جب ان پر اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا کہ اپنی امت کو ہر دنیا اور آخرت کا خیر بیان کر کے جائیں اور ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ اس دنیا سے اس وقت تک نہیں گئے جب تک اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو پوری امت تک بہترین طریقے سے مکمل طریقے سے نہ پہنچایا ہو اور اس پیغام میں قرآن اور صحیح حدیث میں ہمیں یہ جشن میلاد النبی نہیں ملا، جب ہمیں نہیں ملا تو ہم نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ بدعت نہیں ہے تو پھر وہ اپنی حالت سے (زبان سے نہیں کہتے وہ) نبی رحمت ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ خیر کو پہنچاؤ پورے طریقے سے لیکن یہ لوگ اپنے حال سے بدعت کر کے یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ خیر رہ گیا تھا جس کی خبر نبی کریم ﷺ کو نہیں تھی اگر خبر تھی یعنی دونوں طریقے سے گستاخی ہے، یہ تو خبر نہیں تھی تو کیا آپ لوگوں کو زیادہ خبر ہے؟ یا خبر تھی اور چھپایا، یہ اس سے بڑی گستاخی ہے۔ یہ ہی دو possibilities ہیں ناں؟ یا تو علم تھا تو اس کو چھپایا نعوذ باللہ، یا علم ہی نہیں تھا کیا نعوذ باللہ وہ جاہل تھے؟ اس بڑے اجر و ثواب کی باعث چیز سے کیا وہ غافل تھے نعوذ باللہ؟ نہیں، تو اس کا مطلب ہے کہ بات یہ ہی ہے کہ اگر خیر ہوتا تو اس کی خبر ہمیں مل جاتی۔ اس میں خیر نہیں تھا اس لیے نبی کریم ﷺ نے نہ اپنی زندگی میں جشن میلاد منایا اور نہ ان کے صحابہ کرام [نے منایا، نہ ان کے تابعین نے منایا اور نہ ہی آئمہ سلف میں سے کسی نے منایا اور نہ ہی محدثین و فقہاء اربعہ نے منایا۔ بعد میں آنے والوں نے سن 400 ہجری میں چوتھی صدی ہجری میں شیعہ فاطمیوں نے سب سے پہلے جشن منایا اور آج تک جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت والجماعت میں سے ہیں وہ بھی اس جشن کو مناتے ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ اگر خیر ہوتا تو ہم سب سے آگے ہوتے، جشن منانے میں ہمیں

کوئی قباحت نہیں ہے ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی اگر یہ دین ہوتا اور اس میں کوئی خیر ہوتا تو سب سے پہلے ہم مناتے، جب اس میں خیر نہیں ہے دین نہیں ہے، تو یاد رکھیں کہ جو عبادت نہیں ہے وہ بدعت ہے۔

"والخير الذي دل عليه"(اور جو خیر نبی کریم ﷺ اپنی امت کے لیے لے کر آئے اور بیان کیا)"التوحيد"(وہ توحید ہے)۔

ارے دین میں کیا صرف توحید ہے اور کچھ نہیں ہے ؟ دیکھیں لفظ دیکھیں خیر اور پھر توحید ۔ شیخ صاحب نے بڑی پیاری بات کی ہے یہاں پر۔ دین میں توحید بھی ہے، نماز بھی ہے، روزہ بھی ہے، حج بھی ہے، زکوۃ بھی ہے، والدین کی فرماں برداری ہے، محرمات کا اجتناب بھی ہے، یہ سارا دین ہے لیکن جب خیر کی بات آئی کیوں کہ حدیث میں خیر آیا ہے۔ وہ کون سا خیر ہے جس کی طرف امت کو بلایا ہے؟ توحید، یاد رکھیں کہ اگر توحید نہیں تو پھر کوئی خیر ہی نہیں پھر نہ نماز کام آتی ہے، نہ روزہ کام آتا ہے، نہ زکوۃ کام آتی ہے، نہ حج کام آتا ہے، نہ والدین کی فرماں برداری کام آتی ہے اور نہ محرمات سے اجتناب کام آتا ہے۔

ایک شخص ہے وہ زنا نہیں کرتا میں اچھا ہوں لیکن مشرک ہے اس کو زنا کا ترک کرنا کوئی فائدہ دے گا قیامت کے دن؟ نہیں دے گا تو محرمات سے بچنے کا فائدہ کیا ہے؟ تو خیر ہے توحید اس لیے شیخ صاحب نے توحید ہی کی بات کی زیادہ لمبی بات نہیں کی کیوں کہ عوام الناس کے لیے دروس ہیں اور عوام الناس کو ہم بیس چیزیں بتادیں خیر والی تو پھر وہ ترتیب بیان نہیں کر سکتا بے چارا۔ وہ پہلے توحید کہے گا پھر نماز کہے گا پھر سنت کہے گا لیکن جب اسے ایک بات بیان کی جائے گی کہ صرف توحید ہے اسی میں خیر ہے، جب توحید سمجھ آجائے گی پھر سارا راستہ آسان ہو جائے گا اور اس کے بعد میں سب خیر ہی خیر ہو گا۔"والخير الذي دل عليه، التوحيد"سب سے پہلے توحید۔ توحید سمجھ آگئی ناں اب آگے دیکھیں۔

"وجميع ما يحبه الله ويرضاه"مختصرات دیکھیں"خير الكلام ما قل و دل"سب سے بڑا خیر بلکہ سارا خیر توحید میں ہے اور توحید کے بعد ہر اس چیز میں جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بھی قول ہو یا فعل ہو، ظاہر ہو یا باطن ہو جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، وہ خیر ہے۔

"والشر الذي حذر منه" اور جس شر کے بارے میں اپنی امت کو آگاہ کیا وہ شر کون سا ہے؟ شرک۔ ارے نماز ترک کرنا شر نہیں ہے؟ زکوٰۃ نہ دینا شر نہیں ہے؟ حج نہ کرنا استطاعت کے باوجود، شر نہیں ہے؟ رمضان کے روزے استطاعت کے باوجود ترک کر دینا جان بوجھ کر بغیر عذر شرعی کے شر نہیں ہے؟ والدین کی نافرمانی شر نہیں ہے؟ زنا کرنا، سود کھانا شر نہیں ہے؟ یہ سارے کے سارے شر ہیں لیکن ان سارے شر کی جڑ جو ہے وہ ایک ہی چیز ہے وہ آجائے تو پھر کسی اور چیز کو نہیں دیکھا جاتا اور وہ ہے"الشرك"۔ تو جس شر کے بارے میں یا جس شر سے آگاہ کیا نبی رحمت ﷺ نے وہ ہے شرک۔ کیوں؟ ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (الزمر/65)۔ اگر کوئی شخص نمازی ہے اور اس نے چالیس حج کیے ہیں اپنی زندگی میں اور متقی پرہیز گار ہے ظاہراً لیکن شرک کرتا ہے تو اس کے سارے کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ تو شر ہے کہ نہیں؟ ان عبادات کا فائدہ ہی کیا جو آپ کے نامہ اعمال میں بالکل سفید کورے ہوں کچھ بھی نہ ہو۔ چالیس حج کیے لیکن ایک بھی نہیں، ارے کہاں گئے؟ شرک نے سب کے سب ساروں کو مٹا دیا، شرک ایسا گناہ ہے جو نامہ اعمال کو بالکل کھوکھلا کر دیتا ہے سفید کر دیتا ہے کچھ نہیں رہتا اس کے اندر سوائے برائی ہی برائی کے، ہر جگہ شرک ہی شرک ہو گا۔ تو جو سب سے بڑا شر ہے وہ ہے شرک بلکہ شر ہی شرک ہے۔

"وجميع ما يكرهه الله ويأباه" (اور ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے ناپسند کرتا ہے اور اسے دور کرتا ہے)۔اس کے بعد میں آئے گا اب نماز کو ترک کرنا، ارکان اسلام میں سے کسی رکن کو ترک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سود کھانا، زنا کرنا، چوری ڈکیتی کرنا، قتل کرنا، یہ ساری کی ساری چیزیں یہ بھی شر میں ہیں۔

"بعثه الله إلى الناس كافة"اب یہ نیا جملہ شروع ہو رہا ہے (اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کو بھیجا "إلى الناس كافة"سب لوگوں کے لیے)۔کسی خاص گروہ کے لیے نہیں، صرف عرب کے لیے نہیں، صرف اس زمانے کے لیے نہیں بلکہ سارے کے سارے لوگوں کے لیے اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے، تفصیل آگے بیان کرتے ہیں۔جب اللہ تعالیٰ نے سب کے لیے بھیجا اور نبی رحمت ﷺ پر یہ فرض بھی کر دیا کہ جتنا بھی خیر ہے امت تک پہنچاؤ اور جتنا بھی شر ہے اس سے امت کو آگاہ کرو تو جن کی طرف بھیجے گئے نبی رحمت ﷺ ان پر بھی اللہ تعالیٰ نے ایک فرض کیا ہے۔کیا فرض ہے؟"وافترض الله طاعته على جميع الثقلين" (اور اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا نبی رحمت ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کو ثقلین پر)" الجن و الأنس"۔"ثقلین" ثقل سے ہے وزن سے ہے اور یہ دونوں وزن اٹھانے والے ہیں، بار اٹھانے والے، گناہوں کا بار اٹھانے والے ہیں۔مکلف کیوں کہ صرف یہ دو ہیں جن اور انس، باقی پوری کائنات جو جن و انس کے علاوہ ہے وہ مکلف نہیں ہے، فرشتے بھی مکلف نہیں ہیں۔تو جو مکلف ہیں وہ جن اور انس ہیں اور اس کی دلیل میں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾ (الاعراف/158)﴿ قُلْ ﴾ (اے میرے پیارے نبی ﷺ !ان کو کہہ دیجیے) ﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ﴾ (اے لوگو!) النّاس میں مومن نہیں ہیں یاد رکھیں آپ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا نہیں ہے﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ﴾ یعنی صرف مومنوں کے لیے نہیں بھیجے گئے بلکہ سب کے لیے بھیجے گئے جو ایمان لے کر آیا وہ مومن ہو گیا اور جو ایمان نہیں لے کر آیا وہ کافر ہے ﴿اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے بھیجا ہے) ﴿ جَمِيْعًا ﴾(سب کے لیے سب لوگوں کے لیے بھیجا ہے)

تو شیخ صاحب نے سب لوگوں کے لیے یہ دلیل بیان کی ہے۔اس کی دلیل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کو فرض کر دیا؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ (النساء/59)۔مختلف آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو مختلف انداز سے بیان کیا بلکہ ایک آیت میں آیا ہے کہ ہدایت بھی صرف اطاعت میں ہے اطاعت نبی ﷺ میں۔﴿ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ﴾ (النور/54)(اور اگر تم لوگ فرماں برداری کرو میرے پیارے نبی ﷺ کی، بس ہدایت اسی میں ہے)۔تو ہدایت کا پیمانہ کیا ہے؟ نشانی کیا ہے؟ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں ہدایت چاہیے ہم ہدایت کے راستے پر چلنا چاہتے ہیں تو پیمانہ کیا ہے؟﴿ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ﴾ فرماں برداری میں ہدایت ہے اور نافرمانی میں ضلالت اور گمراہی ہے۔

اور دوسری آیت میں بھی آیا ہے، شیخ صاحب نے ایک آیت بیان کی ہے یہاں پر﴿ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ﴾ دوسری آیت میں آیا ہے﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (سبا/28)۔اور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا"وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً "۔تو اس میں قرآن مجید کی مختلف آیات اور احادیث میں واضح ہے کہ نبی رحمت ﷺ صرف عربیوں کے لیے نہیں، کیوں کہ بعض 19:48 اور بعض دین اسلام کے جو دشمن ہیں وہ کہتے ہیں کہ بھئی ہم یہ تو مانتے ہیں کہ نبی رحمت محمد ﷺ صرف عرب کے لیے نبی تھے ان کی خیر خواہی کے لیے آئے تھے لیکن یہ بھی مانیں کہ آج کے دور میں بھی، آج کے اس ایڈوانس ٹیکنالوجی کے دور میں بھی ان کی تعلیمات کام آئیں، یہ ہم نہیں مانتے۔تو ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید پر اگر ایمان لے کر آنا ہے تو پورا لے کر آؤ۔نبی رحمت ﷺ ان عربیوں کے لیے بھی تھے اور آج پوری دنیا کے لیے بھی ہیں، یہ نبی رحمت ﷺ کی دعوت عرب سے شروع ہوئی کیوں کہ ان کا گھر وہی تھا اور یہ حکمت تھی اللہ تعالیٰ کی کہ اپنے گھر سے شروع کرو اگر گھر سے شروع نہ کرتے اور انڈیا یا پاکستان سے اپنی

دعوت شروع کرتے تو یہ حکمت کی بات نہیں کہ اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا عرب کو چھوڑ دیا اور عجم پر جا کر یہ دعوت دی۔ یہ کیسا دین ہے، اگر اچھا ہوتا تو اپنے گھر سے شروع کرتے کہ نہیں؟ یہ دین، دین فطرت ہے تو فطرت کا یہ تقاضہ ہے حکمت کا یہ تقاضہ ہے کہ خیر ہمیشہ اپنے گھر
سے شروع کیا جاتا ہے۔ جو شر ہوتا ہے وہ تو انسان اپنے گھر میں نہیں بلکہ دور جا کر کرتا ہے۔ خیر گھر سے شروع ہوتا ہے کہ نہیں؟ تو نبی رحمت ﷺ نے، اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی خیر اپنے گھر سے شروع کیا، اپنے گھر والوں کو پھر اپنے دوست احباب کو پھر اپنی عشیرت کو ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء/214) پھر مکہ میں پھر آہستہ آہستہ مدینہ میں، جزیرہ عرب میں پھر شام کی طرف پھر یمن کی طرف پھر آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہ فتوحات نہیں ہوئی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو پیشن گوئی ضرور دی تھی کہ یہ سارے کے سارے ملک جو قریب ہیں یہاں تک اسلام پھیلے گا اور میں نے بیان کیا تھا حج کے دروس میں مواقیت، شام کا میقات ہے یمن کا میقات ہے، شام والے تب مسلمان تو نہیں ہوئے تھے۔ مسلمان تھے کیا؟ یمن والے مسلمان تھے کیا؟ تو پھر حج کے لیے میقات کی کیا ضرورت تھی ان کے لیے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مکمل کر دیا اور پھر مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد صحابہ کرام [کو اللہ تعالیٰ کے یہ توفیق دی ہے کہ اپنے اس دین کو توحید کو مشرق سے مغرب تک پہنچا دیں۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں "وأكمل الله به الدين" (اور اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ سے دین کو مکمل کیا)۔ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کا دین اس وقت تک کامل نہیں ہوا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ نبی نہیں بنے اور رسول نہیں بنے اور جب نبوت ملی اور وحی نازل ہوئی تو 23 سال تک وحی کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یعنی کتاب ایک وقت میں نہیں اتری کہ جو اس میں لکھا ہے اس پر عمل کیا جائے، 23 سال کی زندگی کا خلاصہ ہے قرآن مجید اور صحیح احادیث۔ کہیں کہیں پر گفتگو ہے آپ دیکھیں کہیں کہیں پر پچھلے زمانے کا قصہ ہے کہیں پر پیشن گوئی ہے تو 23 سال میں یہ ایک کتاب اتری ہے قرآن مجید۔ تو اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے حجۃ الوداع میں کیوں کہ حج ایک ایسا فریضہ رہ رہا تھا جو ابھی فرض نہیں ہوا تھا اور نبی کریم ﷺ نے حج نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ 10 ہجری کو عرفات کے دن اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کر دیا یعنی کوئی نیا حکم نہیں آئے گا احکام پورے ہو چکے ہیں۔ وحی کا دروازہ کھلا ہے کیوں کہ جب نبی موجود ہے تو وحی بھی موجود ہے۔ کچھ لوگوں کا یہاں پر غلط فہمی ہوئی کہ دین کامل ہوا تو وحی کا دروازہ بند ہو گیا۔ نہیں میرے بھائیو، جب تک نبی رحمت ﷺ زندہ ہیں وحی کا دروازہ کھلا ہے۔ تو یہ کیا ہے پھر آیت جو ہے ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدۃ/3) دین تو کامل ہے اب وحی کی کیا ضرورت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے جو وحی نازل کرنا چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں جو گفتگو ہوتی ہے ربّ کی اور نبی کی آپس میں وہ الگ ہے جو شریعت ہے اس کا حکم الگ ہوتا ہے۔ تو احکام پورے ہو چکے شریعت کے اب نیا حکم نہیں آئے گا بس۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں "وأكمل الله به الدين" (اور نبی رحمت ﷺ سے اللہ نے دین کو کامل کیا) "والدليل قوله تعالى" اور اس کی دلیل کیا ہے کہ دین کو کامل کر دیا؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ/3)

(آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا)۔ یاد رکھیں "تمہارے لیے"۔ کیوں کہ اس دین کی خیر کس کے لیے ہے؟ اس بندے کے لیے ہے یہ دین اس بندے کا ہے اس مسلمان کا ہے اس دین دار کا ہے، اس متقی و پرہیزگار کا ہے۔ ﴿وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾ (اور میں نے اپنی نعمتیں تمام کر دیں)۔ خلق کی نعمت ہے، رزق کی نعمت ہے، کھانا پینا ہے، لباس ہے، گھر ہے، سواری ہے، نوکری ہے، جتنی بھی نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس دین کو مکمل کر دیا لیکن اس نعمت سے بہت سارے لوگ غافل ہیں اور وہ آج بھی سمجھتے ہیں کہ دین میں کچھ ایسی چیزیں ہیں کچھ ایسا خیر

ہے جو ابھی مکمل نہیں ہوا جو لوگوں کو بعد میں آکر سمجھ آئی کہ دین میں ایسی چیزیں رہتی ہیں ہم اس کو مکمل کریں لیکن اس نکتے کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتے ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ﴾۔ اپنی نعمت کو کب تمام کیا ہے؟ جب دین مکمل ہوا اس سے پہلے نعمت تمام نہیں تھی جب دین مکمل ہو گیا اب اس کے بعد کوئی بھی اس سے بڑی نعمت نہیں ہے۔ جتنا بھی مال کما لو، جتنی بھی دولت کما لو، جتنی بھی بادشاہت مل جائے، جتنی بھی زمین مل جائے، جتنی بھی شادیاں کر لو، جتنے بھی بچے ہوں اور مال کما لو، سب سے بڑی نعمت یہ دین ہے، قرآن اور سنت ہے، اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری ہے۔ جس کے پاس یہ نعمت آ گئی ہے ناں تو اللہ کی قسم اس کو دنیا اور آخرت کی کامیابی مل گئی ہے جو اس نعمت سے محروم ہے تو اس کو دنیا اور آخرت کی ناکامی ہی ناکامی ملی ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے یا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں یا اپنی زندگی جانوروں جیسی گزار رہے ہیں ان میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو نافرمانی کرتے ہیں چاہے وہ شخص جس نے چالیس سال حج کیے اور وہ پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہو لیکن شرک کرتا ہو، قبر کا طواف کرتا ہو وہ بھی شامل ہے اس ناکامی میں، چاہے وہ شخص جو اتنی عبادات کے باوجود بھی قبر کا طواف تو نہیں کرتا لیکن بدعت کرتا ہے، یاد رکھیں۔ بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے اور شرک ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا۔ ﴿ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا)۔ دین وہی ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے لوگوں کا خود ساختہ دین جس میں زیادتی یا کمی ہو اگرچہ لوگ اسے دین سمجھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ دین نہیں ہے۔ تو جس دین میں زیادتیاں ہیں، بدعات ہیں، خرافات ہیں وہ لوگوں کا اپنا خود ساختہ دین ہے چاہے وہ اپنی زندگی ساری اس میں گزارتے رہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ وہ دین نہیں جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے، اللہ تعالیٰ راضی صرف ایک دین پر ہے اور وہ ہے دین اسلام اور وہ، وہ دین ہے جو مکمل ہے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا۔ صحیح بخاری، مسلم کی روایت میں مشہور حدیث ہے نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں:

"مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"

(جس نے کوئی نئی چیز ایجاد کی ہمارے اس معاملے میں یعنی دین کے معاملے میں دین کے تعلق سے جو اس دین کا حصہ نہیں ہے جس کی کوئی دلیل نہ ملتی ہو تو وہ شخص بھی مردود ہے اور اس کا وہ عمل بھی مردود ہے)۔

یاد رکھیں یہ آیت کریمہ جو ہے ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ یہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے اسیّ(80) دن پہلے نازل ہوئی یعنی اس کے بعد نبی رحمت ﷺ اسیّ دن زندہ رہے۔ اور کیا ان اسی دنوں میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی؟ وحی نازل ہوتی تھی لیکن شریعت کے احکام پورے ہو چکے تھے۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں "والدليل على موته صلى الله عليه وسلم"۔ نبی کریم ﷺ کی وفات ہم پچھلے درس میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اگرچہ مختصر تفصیل تھی۔ "والدليل على موته صلى الله عليه وسلم قوله تعالى" ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ 30ۡ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴾ (الزمر/30-31)

نبی رحمت ﷺ وفات پا چکے، اس دنیا سے رخصت ہو چکے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی دلیل میں بہت ساری آیات نازل فرمائیں۔ شیخ صاحب نے یہاں ہر صرف ان دو آیتوں پر اکتفا کیا کیوں کہ یہ مختصر رسالہ ہے عوام الناس کے لیے۔ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ ﴾ (بے شک اے میرے پیارے نبی ﷺ آپ بھی مر جائیں گے ﴿ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ اور یہ لوگ بھی مر جائیں گے)۔ یہ کافی نہیں تھا ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ ﴾؟ کیا خیال ہے؟ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ موت تو ہے لیکن لوگوں جیسی موت نہیں ہے ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی بشر ہیں اور یہ لوگ بھی بشر ہیں، زندگی میں کھاتے تھے پیتے تھے، شادیاں کیں، بچے پیدا کیے اور پھر وفات آ گئی یعنی جیسے بشری تقاضا ہے۔ یہ لوگ بھی پیدا ہوئے ہیں کھاتے ہیں پیتے

ہیں، شادیاں کی ہیں، بچے پیدا کیے ہیں اور پھر وفات پا گئے۔ تو آپ کی موت اے میرے پیارے نبی ﷺ ان لوگوں کی موت کے جیسی ہے یعنی موت جو آئے گی اس انسان کو اس بشر کو اس موت کی حقیقت میں سب برابر ہیں یعنی یہ نہیں کہ یہ موت نہیں ہے لیکن انتقال ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ جیسے کچھ بدعتی لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ جب قرآن مجید میں واضح لفظ یہ آیا ہے ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ اگر اس میں فرق ہوتا تو اللہ یہ فرمادیتا کہ اے میرے پیارے نبی تو وفات پائے گا لیکن آپ کی وفات ان لوگوں کی وفات جیسی نہیں لیکن ایک ہی آیت میں ایک ہی جملے میں ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ تو اللہ تعالیٰ نے واضح بیان کر دیا تا قیامت جو لوگ قرآن پڑھیں گے میرے پیارے نبی ﷺ بھی وفات پا جائے گا اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا اور یہ لوگ بھی وفات پا جائیں گے۔ اور اس میں دوسرا فائدہ یہ ہے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خضر π زندہ ہیں ابھی تک زندہ ہیں۔ سبحان اللہ، افضل البشر افضل الخلق ﷺ وفات پا چکے ہیں اور سیدنا الخضر π ابھی تک زندہ ہیں، ان کو موت نہیں آئی؟ ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ اگر افضل البشر ﷺ افضل الخلق وفات پا چکے ہیں تو ان کے بعد کوئی بھی ایسی ہستی نہیں جو آج تک زندہ ہے اور صحیح حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے فرمادیا کہ آج کے دن سے ایک سو سال کے بعد کوئی بھی شخص اس روئے زمین پر جو آج زندہ ہے وہ زندہ نہیں رہے گا یعنی آج کے دن سے ایک سو سال کے بعد جو آج لوگ جو ابھی تک زندہ ہیں ایک سو سال کے بعد کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ تو اس میں جو پہلے بھی زندہ تھے وہ بھی۔ خضر π نبی ﷺ سے پہلے ہیں یا بعد میں ہیں؟ پہلے ہیں، اگر وہ زندہ بھی تھے اس حدیث سے پہلے لیکن اس حدیث مبارکہ سے ان کو وفات بھی آگئی۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴾ (پھر اس کے بعد جب وفات ہو گی، قیامت کے دن حساب ہو گا تمہارا اپنے ربّ کے سامنے پھر وہاں پر جھگڑا ہو گا حق اور باطل کا)۔

اب آتے ہیں نبی کریم ﷺ کی وفات کے بارے میں۔ پچھلے دروس میں، میں نے بات بیان کی تھی لیکن فائدے کے لحاظ سے تھوڑا سا reminder بھی ہو جائے گا کیوں کہ انسان بھول جاتا ہے۔ نسیان، انسان کا لفظ نسیان سے بھی لیا گیا ہے زیادہ بھولنے والا۔ پچھلے دروس میں بیان کر چکے ہیں دلیل کے ساتھ کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں۔ کیا نبی کریم ﷺ آج دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں؟ جواب، اس کی نفی قرآن مجید یعنی شرعاً و عقلاً ہو چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ دنیاوی زندگی میں زندہ نہیں شرعاً و عقلاً۔ شرعاً دلیل یہ آیت ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ 30؀ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴾ اور اس جھگڑے اس اختصام میں سارے ہوں گے، عوام الناس بھی ہوں گے اور انبیاء O بھی ہوں گے۔ جن لوگوں نے انبیاء O سے دشمنی کی، ان کو تکلیف پہنچائی تو قیامت کے دن وہ دشمن سامنے ہوں گے حساب ہو گا وہ اپنے اس عمل کا جواب دیں گے تو اس میں سب شامل ہیں تو اس آیت کریمہ میں یہ شرعی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں اور دنیاوی زندگی میں زندہ نہیں ہیں، اور احادیث میں بھی بہت آیا ہے۔ عقلاً کیا دلیل ہے؟

1۔ جو انکار کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیاوی زندگی میں زندہ ہیں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حکمت پر طعن کیا ہے سب سے پہلے۔ کیسے؟ کہنے کو تو دنیاوی زندگی میں زندہ لیکن زمین کے نیچے کیوں؟ اللہ تعالیٰ تو ایسی زندگی دے سکتے اگر زندہ رکھنا ہوتا دنیاوی زندگی میں تو موت کیوں دی؟ موت کی ضرورت کیا تھی؟ حکمت کیا ہے اس میں پھر؟ الا یہ کہ وہ برزخی زندگی ہے دنیاوی زندگی نہیں ہے، وہ کوئی اور زندگی ہے اور ہمارا یہ یقین ہے ہمارا یہ ایمان ہے کہ نبی رحمت ﷺ کی برزخی زندگی سب سے افضل زندگی ہے علی الطلاق ہر نبی سے، ہر رسول سے، ہر ولی ہے، ہر شہید سے، ہر صالحین اور صدیقین سے، سب سے بہتر اور افضل ہے۔ اگر شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور رزق حاصل کرتے ہیں تو ہمارا ایمان ہے کہ نبی رحمت ﷺ اپنی قبر میں برزخی زندگی میں زندہ ہیں اور شہداء کی زندگی سے کئی درجے افضل ہیں، اس کی تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے لیکن یہ خبر نہیں دی کہ نبی رحمت ﷺ کی زندگی کیسی ہے برزخ میں۔ ہم خود سوچ سکتے ہیں کہ ایک شہید اور نبی کیا برابر ہو سکتے ہیں دنیا میں؟ تو برزخی زندگی میں کبھی برابر نہیں اللہ کی قسم۔ کیوں کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ارے وہ تو کافر بھی زندہ ہیں قبر میں برزخ میں، وہ تو مومن بھی زندہ ہیں برزخ میں، وہ تو شہید بھی زندہ ہیں برزخ

میں تو نبی بھی زندہ ہیں برزخ میں تو سب برابر نہیں ہو گئے ؟ نہیں برابر نہیں ہو گئے میرے بھائیو، یہ آپ کی کم عقلی اور جہالت کی وجہ سے آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ برابر ہیں، ہر گز نہیں۔ انبیاءo کا درجہ ہے، صدیقین کا درجہ ہے، شہداء کا درجہ ہے، صالحین کا درجہ ہے اور برزخ میں بھی یہ درجہ موجود ہے۔ دنیا میں یہ درجہ ہے کہ نہیں؟ سب برابر ہیں چاروں کیا، انبیاءo، شہداء، صدیقین، صالحین؟ کیا یہ چاروں برابر ہیں؟ نہیں۔ آخرت میں برابر ہیں؟ نہیں۔ پھر برزخ میں کیسے برابر ہیں؟ تو برزخ میں کبھی برابر نہیں ہیں۔

2۔ دوسری عقلی دلیل کہ نبی رحمت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم دنیاوی زندگی میں نہیں بلکہ برزخی زندگی میں زندہ ہیں، صحابہ کرام [پر طعنہ ہے اور ان کی شان میں گستاخی ہے۔ کیسے؟ کہ ان لوگوں نے نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو زندہ غسل بھی دیا، کفن بھی پہنایا اور مٹی کے نیچے دفنایا بھی۔ کوئی شخص اپنے والد کے ساتھ یہ کر سکتا ہے؟ کوئی شخص عام انسان کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے؟ تو کیا صحابہ کرام [نے جنھوں نے اپنا تن من دھن جان سب کچھ لٹا دیا، قربان کر دیا نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لیے تو کیا وہ ایسی حرکت کر سکتے ہیں؟ کیا وہ ایسا عمل کر سکتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم زندہ ہوں دنیاوی زندگی میں اور ان کو غسل دے کر زمین کے نیچے دفنا دیں؟ الا یہ کہ نبی رحمت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اس دنیا سے رخصت ہو چکے اور وفات پا چکے اور ان کی زندگی برزخی زندگی ہے دنیاوی زندگی نہیں ہے۔

3۔ تیسری عقلی دلیل، یاد رکھیں کہ زندہ اور مردہ یہ دو چیزیں ہیں جو اس دنیا میں موجود ہیں جن سے ہمارا تعلق دو مختلف طریقے سے ہے۔ زندوں سے ہمارا تعلق کیسا ہے اور مردوں سے کیسا ہے؟ زندوں سے ہمارا سلوک کیسا ہے اور مردوں سے کیسا ہے؟ کیا دونوں برابر ہیں؟ زندوں سے جو سلوک کیا جاتا ہے جو بزرگ ہیں ان کی قدر ہوتی ہے احترام ہوتا ہے ان کی فرماں برداری ہوتی ہے ان کا ایک مقام ہوتا ہے، اگر مٹی بھی کپڑوں پر لگ جائے تو اس مٹی کو بھی جھاڑ دیتے ہیں۔ کیا خیال ہے، والد صاحب کے اگر کپڑوں پر مٹی لگی ہو تو جھاڑ دیتے ہیں یا نہیں جھاڑ دیتے؟ اور ان کو بٹھاتے ہیں اونچی جگہ پر اور خود ان کے قدموں کے ساتھ نیچے جا کر بیٹھتے ہیں، یہ زندوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو وفات پا جاتے ہیں یہی والد ہوتا ہے جن کو غسل دیا جاتا ہے، کفن پہنایا جاتا ہے اور مٹی کے نیچے دفنایا جاتا ہے۔ تو جو زندوں کے ساتھ سلوک ہے وہ معروف ہے اور جو مردوں کے ساتھ ہے وہ بھی معروف ہے تو نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ساتھ جو سلوک تھا صحابہ کرام [کا، جب زندہ تھے تو وہ سلوک تھا جو انسان والدین کے ساتھ بھی نہیں کر سکتا۔ اگر والد آپ کا کوئی زمین پر تھوکے تو آپ ہاتھ میں اٹھا لیں گے کیا؟ کوئی بھی نہیں کرتا ایسے، صحابہ کرام [نے صرف ہاتھ میں نہیں اٹھایا بلکہ اپنے چہرے پر جو انسان کی سب سے مبارک جگہ ہے، جانتے ہیں کہ چہرہ پورے جسم کی سب سے مبارک جگہ ہے اس انسان کا، سب سے عظیم ترین چیز چہرہ ہے اس بلغم کو اور اس تھوک کو نبی رحمت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے لعاب کو اپنے منہ پر مل دیتے ایسے داڑھی پر مل دیتے۔ جب زندہ تھے تو یہ سلوک تھا۔ کیا وفات کے بعد جب وفات پا چکے تو کیا زندہ کو اس مٹی کے نیچے اور اس قبر میں دفن کر دیا؟ ﴿ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ﴾ (الحشر/2)

4۔ اور چوتھی عقلی دلیل، نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی عمر ہم پوچھتے ہیں، کتنی تھی؟ 63 سال اگر دنیاوی زندگی میں زندہ ہوتے تو ان کی عمر 63 سال ہوتی کیا؟ کتنی ہوتی؟ 1400 سال اور جتنے بھی مہینے آج اوپر گزر گئے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی رحمت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم برزخی زندگی میں زندہ ہیں اور دنیاوی زندگی میں زندہ نہیں اور برزخی زندگی کیوں کہ غیب سے اس کا تعلق ہے اور غیب چھپی ہوئی چیز ہے۔ غیب کسے کہتے ہیں؟ "ما غاب عن الناس" جو لوگوں سے چھپا ہوا ہے۔ جس کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم دیا اتنا ہمیں اس کا علم موجود ہے، جس کا علم نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب میں رکھا ہے اور کسی بھی انسان کے لیے جائز نہیں کہ اس غیب کے معاملے میں دخل دے، یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا معاملہ ہے جس نے بھی دخل دینے کی کوشش کی غیب کے معاملے میں تو وہ گمراہ ہی نہیں ہوا بلکہ دائرہ اسلام سے بھی خارج ہوا۔ جادوگر کو دیکھیں، کاہن کو دیکھیں، جادوگر کافر ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ وہ جنوں

کے ذریعے غیب کی خبر رکھنا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں کیا فرمایا ہے جادو گر کے بارے میں؟ ﴿ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ﴾ (البقرۃ/102) شیطان کافر کیوں تھے؟ ﴿ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ﴾ ۔

آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں "والناس إذا ماتوا يبعثون" اور لوگ جب مر جاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے مرنے کے بعد؟ دوبارہ زندگی، بعث کہتے ہیں دوبارہ زندگی کو۔ "والدليل قوله تعالى" اس کی دلیل کیا ہے کہ لوگ دوبارہ زندہ ہوتے ہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴾ (طٰہٰ/55)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ ﴾ (اس مٹی سے تمہیں پیدا کیا) کیسے مٹی سے پیدا کیا؟ آدم π کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اس مٹی سے ہم آدم π کی اولاد ہیں۔ ﴿ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ ﴾ جب مرتے ہیں تو کہاں جاتے ہیں؟ (مٹی کے نیچے قبر میں جاتے ہیں) ﴿ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴾ (اور اسی مٹی میں سے پھر تمہیں دوبارہ زندہ کریں گے دوبارہ نکالیں گے دوسری مرتبہ (کب؟) قیامت کے دن)۔

"و قوله تعالى" اور دوسری دلیل:

﴿ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا 17ۙ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴾ (نوح/17-18)

(اور اللہ تعالیٰ تمہیں زمین میں سے ایسے نکالتا ہے جیسا کہ پودے نکلتے ہیں پھر تمہیں واپس اسی زمین کے اندر اللہ تعالیٰ بھیج دیتے ہیں مرنے کے بعد ﴿وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴾ اور پھر تمہیں نکالیں گے اسی زمین سے)

تو دونوں آیتیں پہلی آیت اور یہ آیت جو ہے ان دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ بعث کے ثبوت کے لیے جو دلائل آئے ہیں قرآن مجید میں وہ میں مختصر بیان کر دیتا ہوں قرآن مجید نے اس کی بہت اہمیت رکھی ہے اور مشرکوں اور کافروں کا رد کیوں کہ کافروں کا ایک گروہ تھا مشرکین کا ایک گروہ تھا جو کہتا تھا کہ ہم اس کا انکار کرتے ہیں کہ کوئی ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا ﴿ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴾ (یٰسین/78) سورۃ یٰسین کے آخر میں کہ (کون زندہ کرے گا، یہ ٹوٹی پھوٹی ہڈیاں جو بھوسا بن چکی ہیں کون انہیں دوبارہ زندہ کرے گا؟)۔ تو ایسے بھی مشرکین تھے جو انکار کرتے تھے دوبارہ زندہ ہونے کا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو دلائل پیش کیے ہیں دیکھیں جو دلائل پیش کیے ہیں بعث کو ثابت کرنے کے لیے مختلف طریقے کے ہیں:

1۔ تواتر سے، جتنے بھی انبیاء O آئے ہیں کسی نبی کا قصہ پڑھ لیں آپ سب نے ﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ (البقرۃ/177) آخرت تب ہوگی جب دوبارہ زندگی ہوگی ورنہ آخرت پر ایمان کا فائدہ ہی کیا ہے؟ اس کا تقاضہ ہی کیا ہے؟ تو جتنے بھی انبیاء O آئے سب نے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت پر ایمان تو ہر نبی نے اپنی قوم کو یہ دعوت دی۔

2۔ عقل کی گواہی، ایک تو قرآن مجید نے اس کی گواہی دی پھر عقل کی گواہی بھی اس میں ہے اور وہ مختلف طریقوں سے، دو یا تین طریقوں سے قرآن مجید نے عقل کی گواہی بیان کی ہے۔ اب دیکھیں یہ انسان ہے یہ مخلوقات ہیں پہلے عدم تھا کچھ نہیں تھا۔ اسے پیدا کس نے کیا؟ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ جو عدم سے پیدا کر سکتا ہے اس چیز کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا کیا؟ ایک چیز موجود نہیں ہے یعنی ایک گاڑی ہے جو سب سے پہلے گاڑی نہیں تھی، مشکل تب تھی جس نے سب سے پہلے گاڑی ایجاد کی۔ جب ایک دفعہ گاڑی ایجاد ہوگئی پھر دوبارہ گاڑی بنانا مشکل ہے کیا؟ عقل کا کیا تقاضا ہے، مشکل ہے؟ تو ان عقل کے اندھوں کو یہ سمجھ نہیں آرہی کہ جس نے عدم سے پیدا کیا اس پوری کائنات کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا کیا؟ جب موجود نہیں تھی تب پیدا کیا اور جب موجود ہے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ تو عقل کی پہلی دلیل یہ ہے۔ یہ قیاس اولیٰ کی بات ہو رہی ہے اور قیاس عقل کا تقاضا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ﴾ (روم/27)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (وہی ہے جس نے اس پوری کائنات کو پیدا کیا ﴿ يَبْدَؤُا ﴾ ابتداء سے) ﴿ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ﴾ (اور پھر اسے دوبارہ واپس کرے گا) ﴿ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ﴾ (اور دوبارہ پیدا کرنا دوبارہ واپس کرنا زیادہ آسان ہے اس سے کہ پہلے پیدا کرنا)

اللہ تعالیٰ کے لیے دونوں آسان ہیں لیکن ہماری عقل چھوٹی عقل ہے ہماری عقل یہ ہی مانتی ہے، اللہ تعالیٰ نے عقل کو مخاطب کر کے یہ بیان کیا ہے کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے جو ہمارے لیے مشکل ہے عدم سے پیدا کرنا تو تمہاری عقل کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ یہ زیادہ آسان ہونا چاہیے۔

3۔ تیسری عقلی دلیل یا عقل کی گواہی ہے، اب زمین اور آسمان کو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کہ نہیں؟ پیدا کیا ہے۔ ابو جہل نے اقرار کیا کہ نہیں؟ ابو لہب نے اقرار کیا کہ نہیں؟ مشرکوں نے اقرار کیا کہ نہیں؟ کیا ہے۔ جب تم لوگوں نے مان لیا کہ زمین اور آسمان کو پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا اور ہمیں بھی پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا تو کیا جو اتنی طاقت رکھتا ہے زمین اور آسمان کو پیدا کر سکتا ہے، چاند سورج کو پیدا کر سکتا ہے عدم سے کیا وہ ہمیں دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ دیکھیں اس کی آیت، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ ﴾ (غافر/57)

(اس زمین اور آسمان کا پیدا کرنا انسان کے پیدا کرنے سے کہیں زیادہ بڑا ہے)

تو جو اتنی بڑی کائنات کو پیدا کر سکتا ہے اس چھوٹے سے انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا کیا؟

4۔ چوتھی عقل کی گواہی کہ زمین کو دیکھیں آپ، زمین صحرا میں مردہ ہے۔ کچھ زندگی نظر آتی ہے اس میں؟ مردہ ہے، جب بارش نازل ہوتی ہے تو اس مردہ زمین کو اللہ تعالیٰ زندہ کر دیتا ہے۔ مردہ ہے بارش آئی پھر زندہ ہو گئی۔ تو جو اس مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے تو کیا وہ انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (فصلت/39)

(جس نے زمین کو زندہ کیا تو وہ مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے)

5۔ پانچویں دلیل کہ واقعی حقیقت میں بھی اس کی گواہی دی ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ زندہ کر سکتا ہے۔ قرآن مجید میں پانچ قصے ہیں صرف سورۃ البقرۃ میں کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کیا ہے۔ پتہ ہے آپ لوگوں کو؟ ایک سورۃ میں سورۃ البقرۃ میں پانچ مختلف قصے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے کہ اس دنیا میں مردوں کو پھر زندہ کیا ہے۔ آپ سورۃ البقرۃ میں سے نکالیے کہ وہ پانچ قصے کون سے ہیں؟ آسان کر دوں کہ ایک تو گائے والا ہے۔ قصہ جانتے ہیں گائے والا؟ کہ ایک شخص سرداروں میں سے مر گیا۔ کس نے قتل کیا؟ نہیں جانتے۔ کس کے پاس گئے؟ سب سے بڑے عالم کے پاس۔ کون تھے اس وقت؟ موسیٰ π۔ بھئی آپ ہمیں یہ بتائیں کہ کس نے قتل کیا ہے؟ اگر موسیٰ π کو علم غیب آتا تو بتا دیتے کہ فلاں شخص ہے، علم غیب نہیں ہے کیوں کہ موسیٰ π اللہ تعالیٰ کے کلیم تھے براہ راست گفتگو کرتے تھے۔ اے اللہ تعالیٰ کس نے قتل کیا ہے بنی اسرائیل چھوڑتے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کو کہیں کہ ایک گائے کو ذبح کر دیں اور اس کے گوشت کا ٹکڑا اس میت کو لگائیں میت زندہ ہو جائے گا اور وہ بتائے گا کہ کس نے قتل کیا ہے۔ دیکھیں معجزہ دیکھیں، بنی اسرائیل کو خبر دی۔ بھئی یہ بتائیں کہ وہ گائے کیسی ہے؟ وہ کون سی ہے؟ اس کا رنگ کیسا ہے؟ شدت کرتے گئے تو اللہ تعالیٰ بھی شدت اختیار کرتا گیا ان کے ساتھ آخر میں جب پتہ چلا کہ گائے کون سی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جب سختی کی تو اب سختی ہے اگر کوئی بھی

گائے ذبح کر دیتے تو مسئلہ ختم تھا اب ان صفات میں جن کی انہوں نے خود سختی کی ہے ایک ہی گائے تھی صرف۔ ایک یتیم کی تھی اور اس نے کہا کہ میں گائے دوں گا جب مجھ اس کے برابر سونا دو گے۔ گائے کا وزن کر و سونا دو اور لے جاؤ گائے اور وہ سر دار تھا بنی اسرائیل کا، مصیبت میں پڑ گئے تھے وہ لوگ ان کے پاس جو کچھ بھی تھا اکٹھا کر کے اس کو دے دیا یتیم کا گھر اللہ تعالیٰ نے آباد کر دیا، گائے کا دودھ کب تک پیتا بے چارا وہ۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے مال دار کر دیا۔ گائے کو ذبح کیا اس میت کو لگایا میت نے کہا کہ فلان نے، اس کا بھتیجا تھا کوئی رشتے دار تھا اس نے قتل کیا ہے۔ تو یہ زندہ کیا۔

دوسرا اس شخص کا قصہ، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بھیجا، بعض روایات میں ہے کہ وہ نبی π تھے، جا کر دیکھا کہ پوری کی پوری بستی اجڑی ہوئی ہے کوئی بھی نہیں ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ مجھے کس کے لیے بھیجا ہے، بھیجا ہے کچھ لوگ تو ہوں گے یہاں پر۔ اجڑی ہوئی بستی کوئی زندہ نہیں کچھ بھی نہیں تو اس نے اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھئی یہ زندہ کیسے ہوں گے ؟ شک نہیں تھا اللہ تعالیٰ پر تو اس کے سات گدھا بھی تھا کھانا بھی تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو وہاں پر موت دے دی پھر اسے زندہ کیا پھر اسے گدھے کو زندہ کرنا آنکھوں سے دکھایا کہ کیسے ہڈیاں کھڑی ہو گئیں، ہڈیوں پر گوشت کیسے آیا ، رگیں کیسے بنیں، جلد کیسے اوپر آئی اور جو کھانا رکھا اس میں تھوڑی سی بھی تبدیلی نہیں آئی۔ ﴿مِائَةَ عَامٍ﴾ (البقرۃ/259) سو سال اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو مردہ رکھا اور سو سال کے بعد زندہ کیا، یہ دوسرا قصہ ہے۔

سورۃ البقرۃ میں ابراہیم π اللہ تعالیٰ سے ایک درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مردے کیسے زندہ ہوتے ہیں۔ یقین ہے کوئی شک نہیں یقین ہے ﴿ وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِىْ ﴾ (البقرۃ/260) (تاکہ میرے قلب کو اطمینان ہو جائے)۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اتنے معجزے دیکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ﴿مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ دکھا دیا ابراہیم π کو، یاد رکھیں۔ آج ہمارے جتنے telescope ہیں وہ چیز نہیں دیکھی جو ابراہیم π کو اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چار پرندے مختلف قسم کے لے آؤ ان کی گردنیں ان کو ذبح کرو، ان کا سر اپنے ہاتھ پر رکھو، ان کو اچھی طرح ٹکرے ٹکڑے کر کے کاٹ دو، سب کو مکس کر دو اور تھوڑا تھوڑا حصہ ایک پہاڑ پر ایک پہاڑ پر، چار پہاڑوں پر رکھ دو ﴿ ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ﴾ (البقرۃ/260) ان کو پھر کہو آؤ وہ پرندہ وہاں سے گوشت اکٹھا ہو گا، جہاں جہاں پر ان کے ٹکڑے ہیں سب اکٹھے ہوں گے آسمان پر اور پھر اڑتے ہوئے آئیں گے سر آپ کے ہاتھ میں ہو گا اپنا سر وہاں پر لگائیں گے اور اڑ کر چلے جائیں گے۔

چار پرندے اس طریقے سے زندہ ہوئے اور دو قصے ہوم ورک میں ہیں۔ سمجھ دار کے لیے کہتے ہیں کہ اشارہ کافی ہے تو تین کافی ہیں دو اگلے ہفتے پوچھوں گا ان شاء اللہ۔ وہ بھی سورۃ البقرۃ میں ہیں آگے پیچھے نہیں ہیں مل جائیں گے آپ کو ان شاء اللہ۔

6۔ اس میں حکمت بھی ہے اللہ تعالیٰ کی کہ دوبارہ زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے اگر دوبارہ زندہ کرنا نہ ہوتا تو پھر اس دنیا کا فائدہ ہی کیا ہے، لوگوں کا اس دنیا میں رہنے میں رہنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ امیر اور غریب، ظالم اور مظلوم، حاکم اور محکوم یہ سارے کے سارے پھر تو حکمت کا تقاضا نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ بعث ہو گا دوبارہ زندگی ہو گی اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (المؤمنون/115)

(کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ ہم نے تمہیں ایسے ہی پیدا کیا ﴿ عَبَثًا ﴾ بغیر کسی مقصد کے بغیر کسی چیز کے بغیر کسی حکمت کے اور کیا تم لوگ واپس میری طرف نہیں آؤ گے)

اگر یہ گمان کرتے ہو تو غلط گمان ہے۔ تو حقیقت کیا ہے ؟ موت ہو گی دوبارہ زندگی ہو گی اور میرے پاس لوٹ کر آؤ گے۔ ﴿ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ 25ۙ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴾ (الغاشیہ/25-26)

7۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے آخر میں دیکھیں، یہ سب بعث کے دلائل بیان کر رہا ہوں مختلف پھر قسم کا صیغہ آیا ہے قرآن مجید میں۔ جب ظالموں نے کہا کہ نہیں دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے ہم یہ نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ﴾ (التغابن/7)

اللہ اکبر، دعویٰ کیا کافروں نے کہ وہ کبھی ﴿ لَّنْ ﴾ یعنی کبھی بھی نہیں لَّنْ نفی ہے مستقبل کی ہمیشہ کے لیے کہ ہم کبھی نہیں زندہ کیے جائیں گے یہ دعویٰ ہے ہمارا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا دعویٰ غلط ہے، نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿قُلْ﴾ (اے میرے پیارے نبی ﷺ! ان کو کہہ دیجئے) ﴿ بَلٰى ﴾ (ہر گز نہیں) یہ جو تم کہتے ہو یہ جو تمہارا گمان ہے تمہارا دعویٰ غلط ہے۔ ﴿ وَرَبِّيْ ﴾ (اور میرے ربّ کی قسم) ﴿لَتُبْعَثُنَّ﴾ (تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا)۔ واللہ کیوں نہیں کہا یہاں پر؟ ﴿ قُلْ بَلٰى وَاللهِ لَتُبْعَثُنَّ ﴾ حکمت جانتا ہے کوئی؟ ربّ کون ہے؟ خالق، تو جس نے پہلے پیدا کیا وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ دیکھیں الفاظ کی حکمت دیکھیں جو لفظ یہاں پر ضروری ہے وہی لفظ استعمال کیا حالانکہ خالق بھی تو اللہ تعالیٰ ہے ناں کیوں کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ ربّ پیدا کرتا ہے، اللہ پیدا کرتا ہے یہ مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو مانتے ہیں لیکن الوہیت کو نہیں مانتے۔ جب اللہ تعالیٰ کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو الوہیت بھی شامل ہے، ربوبیت بھی شامل ہے، اسماء وصفات بھی شامل ہیں تو وہ رحمٰن کی صفت کو نہیں مانتے اور یہ بھی نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ واحد معبود ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی دلیل بیان کی وہ لفظ استعمال کیا جس کا وہ اقرار کرتے ہیں ﴿ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ ﴾ ہر گز نہیں میرے ربّ کی قسم کہ تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور یہاں تاکید بھی ہے 55:01

بعث پر اتنا کافی ہے، آگے شیخ صاحب فرماتے ہیں "وبعد البعث محاسبون ومجزيون بأعمالهم" (اور بعث کے بعد، دوبارہ زندہ ہونے کے بعد حساب ہو گا سب کا حساب ہو گا، جو زندہ ہے سب کا حساب ہو گا)۔ "ومجزيون بأعمالهم" (اور جو اعمال لے کر آئے ہیں ان کی ان کو جزا دی جائے گی)۔ جزا کیسے دی جائے گی؟ اس کی دلیل کیا ہے کہ جزا بھی ہو گی اور حساب بھی ہو گا؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں "والدليل قوله تعالى" اس کی دلیل یہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴾ (النجم/31)

(اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے) ﴿ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ ﴾ جو کچھ آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے اللہ تعالیٰ کا ہے، اللہ تعالیٰ نہیں ہے یاد رکھیں۔ فرق ہے کہ نہیں؟ ﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ﴾ اللہ تعالیٰ کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے، اللہ تعالیٰ نہیں ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے تو وحدت الوجود کی نفی ہے آیت کے اس آغاز میں۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، کیوں؟ ﴿ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا ﴾ (جو کچھ تم نے اس دنیا میں کرنا ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیا)۔ جو زمین میں ہے اور آسمان میں ہے لیکن اس تسخیر کرنے کے بعد تمہارا حساب بھی ہو گا اور تمہارے اس عمل کو دیکھ کر جزا بھی ہو گی ﴿ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا ﴾ تو لوگ دو قسموں میں بٹ گئے، کسی نے اچھا عمل کیا اور کسی نے بُرا عمل کیا۔ جس نے بُرا عمل کیا اساءت کی تو اس کی جزا کیا ہے؟ ﴿ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا عَمِلُوْا ﴾ ان کو وہی جزا دی جائے گی ان کی اس بُرائی کے بدلے میں۔ ﴿ وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴾ (اور جس نے اچھا عمل کیا تو اس کے لیے حسنیٰ ہے)۔ سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟ جنت۔

"والدليل قوله تعالى" پھر یہاں پر شیخ صاحب بیان کر رہے ہیں بعث کی دلیل:

﴿ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ (التغابن/7)

(دعویٰ کیا کافروں نے کہ وہ کبھی زندہ نہیں ہوں گے ان کو کہہ دیجئے اے میرے پیارے نبی ﷺ! ہر گز نہیں میرے ربّ کی قسم تم دوبارہ زندہ ہو گے پھر جو عمل تم کرتے تھے ان کا تم سے حساب لیا جائے گا ﴿ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴾ یعنی حساب کرنا تمہیں دوبارہ زندہ کرنا تمہیں جزا دینا تمہارے عمل کی وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے آسان ہے)

"وأرسل الله جميع الرسل مبشرين ومنذرين" اور اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی رسل o ہیں سب پیغمبروں کو بھیجا بشارت کے ساتھ اور نذارت کے ساتھ، خوشخبری دینے کے لیے اور آگاہ کرنے کے لیے نذارت کے لیے۔

کس چیز کی خوشخبری اور کس چیز کی نذارت؟ دیکھتے ہیں اس آیت کریمہ میں دلیل، دیکھیں شیخ صاحب جوبات کر رہے ہیں دلیل سامنے ہے۔ اب سب رسولوں کو بھیجا مبشرين ومنذرين۔ دلیل کیا ہے؟ "والدليل قوله تعالى" ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَي اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ (النساء/165)

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ رُسُلًا ﴾ (اور رسول ہیں پیغمبر ہیں) ﴿ مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ﴾ (بشارت دینے والے اور ڈرانے والے آگاہ کرنے والے)۔ بشارت جنت کی کس کے لیے؟ جو فرماں برداری کرتے ہیں۔ اور نذارت ڈراتے ہیں آگاہ کرتے ہیں، کس سے؟ جہنم سے۔ کن کو؟ جو نافرمانی کرتے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس آیت کریمہ میں حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ رسولوں کو بھیجا کیوں؟ بشارت دینے کے لیے اور آگاہ کرنے کے لیے، ڈرانے کے لیے۔ حکمت یہ ہے ﴿ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَي اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ تا کہ لوگوں کے لیے کوئی بھی حجت نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کیا پتہ کہ توحید کیا ہوتی ہے؟ نماز کیا ہوتی ہے؟ حج کیا ہوتا ہے؟ زکوٰۃ کیا ہوتی ہے؟ کوئی رسول بھیجا ہی نہیں تھا تو ہمیں کیا پتہ۔ تاکہ حجت نہ رہے قیامت کے دن، حجت لوگوں کی ختم ہوگئی رسول بھیجے گئے حجت ختم ہوگئی۔

"وأولهم نوح عليه السلام" (سب سے پہلا رسول نوح π ہیں) "وآخرهم محمد صلى الله عليه وسلم" (اور سب سے آخر میں نبی رحمت محمد بن عبد اللہ ﷺ) "وهو خاتم النبيين" (نبی رحمت ﷺ سارے نبیوں کے خاتم ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔)

"والدليل على أن أولهم نوح عليه السلام" اس کی دلیل کیا ہے سب سے پہلے رسول نوح π ہیں؟ "قوله تعالى" ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰي نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ﴾ (النساء/163)

(بے شک ہم نے تم پر وحی نازل کی جس طریقے سے ہم نے وحی نازل کی نوح π پر اور ان کے بعد میں آنے والے انبیاء o پر)

یہاں پر دلیل ہے کہ نوح π پہلے رسول ہیں، یہاں لفظ دیکھیں کہ لفظ نبی کا ہے لیکن رسول پہلے ہے۔ یہ کیوں نہیں ہے کہ پہلے نبی ہیں؟ کیوں کہ ان سے پہلے سیدنا آدم π، سیدنا شیث π نبی تھے تو سب سے پہلے جو رسول ہیں وہ نوح π ہیں۔ اس کی دلیل کیا ہے کہ یہاں پر جو لفظ ہے نبی نہیں بلکہ رسول مقصود ہے؟ آیت میں تو نبی کا لفظ آیا ہے اور شیخ صاحب نے یہ بیان کیا ہے یہ دلیل بیان کی ہے کہ یہ سب سے پہلے رسول ہیں، یہ نہیں کہ سب سے پہلے نبی ہیں ۔ سب سے پہلے رسول ہیں تو اس آیت کو بیان کیا۔ وحی تو نبی پر بھی نازل ہوتی ہے، ہر رسول نبی ہے یہ تو بیچ میں آگیا کہ وہ رسول بھی ہو سکتے ہیں اور نہیں بھی ہو سکتے۔ یعنی پہلے نبی ہیں یا پہلے رسول؟ اس میں ایک حدیث ہے اور عقلی دلیل ہے۔ عقلی دلیل میں بیان کر چکا ہوں کہ آدم π، شیث π ان سے پہلے ہیں۔ اگر سب سے پہلے نبی ہوتے تو آدم π پھر کیا ہیں؟ اس کا مطلب ہے کہ سب سے پہلے نبی نہیں ہیں۔ تو کیا رہ ہے؟ رسول۔ اور صحیح بخاری، مسلم

کی روایت میں آیا ہے نبی رحمت ﷺ کی مشہور شفاعت کی حدیث میں کہ لوگ جائیں گے نوح π کی طرف شفاعت کے لیے کہ حساب شروع ہو۔لوگ کیا کہیں گے ؟"فَيَقُولُونَ، أَنْتَ أَوَّلُ رَسُولٍ أَرْسَلَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ"(کہ اے نوح π آپ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے زمین پر بھیجا)۔

اب بات واضح ہوئی کہ نہیں؟اس لیے قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے حدیث کا ہونا ضروری ہے۔

"وكل أمة بعث الله إليهم رسولاً "(اور ہر امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی رسول بھیجا)"من نوح عليه الصلوٰة والسلام إلى محمد صلى الله عليه وسلم"(نوح π سے لے کر محمد ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں رسول بھیجا) "يدعوهم إلى عبادة الله وحده"(حکم دیتے ہیں اپنی امت کو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو واحد وحدہ ،اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو)۔یہ توحید فی العبادۃ ہے یعنی سب توحید عبادت کی خبر لے کر آئے اور اپنی امت کو حکم دیا۔"وينهاهم عن عبادة الطاغوت"(اور یہ منع کرتے ہیں کہ طاغوت کی عبادت نہ کرو)

والدليل قوله تعالى:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا ﴾ (النحل/36) اور اس کی دلیل کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت میں رسول بھیجا اور اس کا حکم دیا کہ صرف میری عبادت کرو اور طاغوت کی عبادت سے بچو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ وَلَقَدْ ﴾ (تحقیق)، وَلَقَدْ میں یاد رکھیں اصل لفظ ہے واللهِ لَقَدْ ،واؤ قسم کے لیے ہے یعنی یہ جو لَقَدْ کا لفظ آتا ہے ایک تو قسم ہے واللہ پھر لام ہے پھر قد، تین مرتبہ تحقیق، تحقیق، تحقیق۔جب قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ﴿ وَلَقَدْ ﴾ تو تین مرتبہ تاکید ہے تحقیق، تحقیق، تحقیق۔کس چیز کی؟جو آگے بیان کیا جا رہا ہے ﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا ﴾ (ہم نے بھیجا) ﴿ فِي كُلِّ أُمَّةٍ ﴾ (ہر امت میں)۔﴿ كُلِّ ﴾ کس لیے استعمال ہوتا ہے؟صیغہ العموم میں سے، عام سب کے لیے ہر امت کے لیے ﴿ كُلِّ ﴾ کا ترجمہ ہر ہوتا ہے۔اور ہم نے ہر امت میں کیا بھیجا؟رسول بھیجا ﴿ رَسُولًا ﴾۔کیوں بھیجا؟ ﴿ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو) توحید فی العبادۃ ہے۔﴿ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ﴾ (اور شرک کا اجتناب کرو)

"وافترض الله على جميع العباد الكفر بالطاغوت"(اور سارے بندوں پر اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا کہ طاغوت کو جھٹلائیں)

"والإيمان بالله"(اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں)

اب یہاں پر شیخ صاحب نے فرض کا لفظ استعمال کیا پھر کفر بالطاغوت پہلے اور إيمان بالله بعد میں۔حکمت جانتے ہیں اس کی کوئی؟یہ ہی لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کی حقیقت ہے، "لَا إِلَٰهَ" كفر بالطاغوت"إِلَّا اللَّهُ" الإيمان بالله۔سمجھ آئی کہ نہیں بات؟ہم کہتے ہیں لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ ، لَا إِلَٰهَ انکار ہے ہر معبود کا اللہ تعالیٰ کے سوا تو كفر بالطاغوت ہے جھٹلانا ہے۔"إِلَّا اللَّهُ" اور ایمان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر الإيمان بالله۔

"قال ابن القيم رحمه الله تعالىٰ "ابن القیم α اب معنی بیان کر رہے ہیں کہ طاغوت کسے کہتے ہیں۔"معنى الطاغوت ما تجاوز به العبد حده من معبود أو متبوع أو مطاع "کہ طاغوت کا معنی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی حد سے گزر جائے(کس چیز میں؟)اپنے معبود کی جس

کی عبادت کرتا ہے اس میں حد سے گزر جائے یا**متبوع** جس کے وہ پیچھے چلتا ہے اس کو حد سے گزار دے یا**مطاع** جس کی فرماں برداری کرتا ہے اس کی فرماں برداری میں حد سے گزر جائے تو اس نے ان کو طاغوت بنادیا بشرطیکہ وہ اس پر راضی نہ ہو جیسا کہ آگے بیان ہو گا کیوں کہ بات توحید پر، توحید حاکمیت پر، **الحکم بغیر ما أنزل الله** اور جہاد، یہ چار چیزیں ہیں پتہ نہیں کہ دو درس میں تین درس میں یا چار درس میں ہوں، یہ چار topics اہم ہیں میں اس کو پورا کر دیتا ہوں:

1۔توحید حاکمیت" و **حکم بغیر ما أنزل الله** "۔

2۔طاغوت کا مفہوم، طاغوت کسے کہتے ہیں؟

3۔جہاد

یہ اہم topic ہیں ان پر بہت سارے سوال اٹھے ہیں ساتھیوں کے کہ توحید حاکمیت **حکم بغیر ما أنزل الله** ، حکمران کب کافر ہوتا ہے اور کب کافر نہیں ہوتا۔ آج کے دور میں کافی میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت سارے طالب علموں کو بھی شبہات ہیں کافی عوام الناس تو دور کی بات ہے۔

طاغوت لغت میں طغا سے، طغا کہتے ہیں حد سے گزر جانا۔﴿ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴾ (الحاقة/11)(جب پانی اپنی حد سے گزرا تو تمہیں ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا)۔ نوح π کے زمانے میں پانی اپنی حد سے گزرا کہ نہیں؟ ایسا گزرا کہ اس کو روکنے والا کوئی نہیں تھا۔ تو طغا کا لفظ ہے عربی زبان میں حد سے گزرنا۔ طغا کا ترجمہ کیا ہے؟ حد سے گزرنا، طاغوت حد سے گزر جانا یعنی حد سے گزرنا یہ صیغہ المبالغہ ہے اور شریعت کے مفہوم یا عربی اصطلاح میں مختلف تعریفات ہیں، اگلے درس میں تفصیل سے بیان کروں گا ان شاء اللہ لیکن جو شیخ ابن القیم α نے بیان کیا یہ سب سے آسان ہے طالب علم کے لیے کہ طاغوت کا معنی کیا ہے؟ ہر وہ چیز طاغوت ہے جسے یہ بندہ حد سے گزار دے۔ اگر یہ بندہ کسی چیز کو حد سے گزار دیتا ہے تو اسے طاغوت بنا دیتا ہے چاہے یہ معبود ہو جس کی وہ عبادت کرتا ہے، چاہے وہ متبوع ہو جس کی وہ اتباع کرتا ہے، چاہے وہ مطاع ہو جس کی وہ اطاعت کرتا ہے۔ ارے، اتباع تو نبی کریم ﷺ کی کرتے ہیں، صحابہ کرام[کی کرتے ہیں اگر حد سے گزر جائیں گے تو وہ طاغوت نہیں ہے، یاد رکھیں، معاذ اللہ ۔انبیاءo، اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی عیسیٰ π کی لوگوں نے عبادت کی ہے کہ نہیں؟ کیا وہ طاغوت ہیں اس مفہوم میں؟ نہیں، اس لیے ہم شرط لگاتے ہیں جیسا بیان ہو گا کہ وہ راضی بھی ہو، آگے اس کی تفصیل آرہی ہے۔ کیا عیسیٰ π راضی ہیں کہ ان کو ربّ بنایا جائے، ان کی عبادت کی جائے؟ نہیں۔ کیا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام[راضی ہیں کہ ان کو پکارا جائے؟ یا رسول اللہ مدد یا سیدنا علی τ راضی ہیں کوئی شخص ان کو یہ کہے کہ اے علی مشکل کشا؟ ہر گز نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ راضی تھا تو ہم ﴿ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴾ (البقرة/111)۔ اپنی زندگی میں سیدنا علی τ نے جس نے یہ کہا کہ علی تو تو ہے، اے علی تو اللہ ہے تو اسے زندہ جلا دیا۔ یہ دلیل تو موجود ہے جا کر پڑھو۔ یہ کہاں سے آگیا کہ تو مشکل کشا ہے؟ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ مشکل کشا ہے اور سیدنا علی τ سے ثابت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بھئی آپ بڑی گستاخی کر رہے ہیں۔ کیوں؟ کیوں کہ آپ طاغوت بنا رہے ہیں اور وہ بری ہیں، سیدنا علی τ بری ہیں اس چیز سے۔ اور **مطاع** کس کی تم فرماں برداری کرتے ہو چاہے وہ آپ کا والد ہو چاہے وہ حکمران وقت ہو چاہے کوئی بھی ہو جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اطاعت کا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ہمیں کہ والدین کی فرماں برداری کرو، حکمران وقت کی فرماں برداری کرو لیکن حد سے نہیں گزرنا، جو حد سے گزر گیا یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے اور والد کا فرمان یہ ہے اور حکمران کا فرمان یہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ٹکراتا ہے اور اس فرمان کو لے لیا جو اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ٹکراتا ہے تو ہم نے طاغوت بنا دیا ان کو بشرطیکہ وہ راضی ہوں، راضی نہیں ہیں تو ہم نے بنایا وہ طاغوت نہیں ہیں۔

شیخ صاحب آگے فرماتے ہیں"والطواغیت کثیرون" (اور طاغوت بہت زیادہ ہیں)"ورؤوسهم خمسة" (اور ان کے سر، بڑے بڑے طاغوت پانچ ہیں)۔ اور میں کہتا ہوں آج کے دور میں پانچ لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ کیوں؟ جتنے بھی صوفی طریقے والے بیٹھے ہیں اور راستے میں لوگوں کے راستے کاٹ رہے ہیں ایمان کے راستے کاٹ رہے ہیں یہ سارے طاغوت نہیں ہیں کیا؟ کوئی کہتا ہے کہ یہ میرا نقشبندی راستہ ہے، قادری راستہ ہے، تیجانی راستہ ہے، پتہ نہیں جتنے بھی راستے آج نکلے ہیں یہ کیا یہ طاغوت نہیں ہیں؟ تو پانچ کون ہیں؟ ابھی پانچ پر آتے ہیں پانچ لاکھ کی بعد میں بات کریں گے۔ کون سے پانچ ہیں؟

1۔"ابلیس لعنة الله علیه یلعنه الله" سب سے پہلے ابلیس ہے شیطان ہے اور شیطان اس لیے کہا جاتا ہے"شطن" دور ہوا، شیطان جو بہت دور ہونے والا، اپنے ربّ کی رحمت سے دور، ہر خیر سے دور، ہر شر کے قریب، اسے شیطان کہتے ہیں۔ ابلیس اس کا نام ہے اور شیطان اس کا لقب ہے۔"لعنه الله" اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔ کیا ابلیس پر لعنت بھیجنا جائز ہے؟ جو اس کا مستحق ہے تو بھیجو میرے بھائی۔ ایک آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تجھ پر لعنت ہو قیامت کے دن تک۔ ابلیس کو تو اس لیے شیخ صاحب نے وہی لفظ استعمال کیا کہ جو لعنت کا مستحق ہے تو اس کو لعنت دینی چاہیے کافر ہیں دین کے دشمن ہیں اور ابلیس ہے اگر جب ابلیس ملعون نہیں تو پتہ نہیں پھر کون ہے۔

2۔"ومن عبد وهو راض" اور جس کی عبادت کی گئی اور وہ راضی ہو، ابلیس کے بعد دوسرا درجہ ہے اس کا۔ درجات دیکھیں شیخ صاحب نے پانچ کی بات کی، سب سے پہلے ابلیس، بچہ بھی جانتا ہے کہ یہ سب سے بڑا طاغوت ہے، اس کے بعد والا جس کی عبادت کی گئی اور وہ اس پر راضی ہوا، یہ طاغوت ہے۔

3۔ تیسرا درجہ"ومن دعا الناس إلى عبادة نفسه" اور جس نے لوگوں کو بلایا کہ میری عبادت کرو۔ اگرچہ لوگوں نے عبادت کی یا نہیں کی یہ بعد کی بات ہے لیکن جس نے بلایا کہ میری عبادت کرو، میرا فلاں طریقہ ہے اسی کو اپناؤ یہ ہی تمہارے لیے دین ہے تو یہ طاغوت ہے۔ فرعون نے کیا کہا؟ ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ (النازعات/24) تو یہ بڑا طاغوت ہے۔ کیوں؟ اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی کہ میں تمہارا ربّ ہوں۔

فوائد الفوائد میں ایک قصہ بیان کرتے ہیں صوفی حضرات۔ وہ کہتے ہیں کہ محی الدین چشتی یہ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مصیبت زدہ شخص میری قبر کی طرف آئے اور اپنی مصیبت پیش کرے، پہلے دن اگر اس کی مصیبت دور نہ ہو تو دوسرے دن آئے، دوسرے دن نہ ہو تو تیسرے دن آئے تیسرے دن اگر اس کی مصیبت دور نہ ہو تو میری قبر کی اینٹ سے اینٹ بجادے۔ سبحان اللہ، اس کا کیا مطلب ہے؟"میری قبر کی طرف آؤ" اپنی طرف بلا رہے ہیں کہ نہیں؟"اور مجھے پکارو" پکار عبادت ہے کہ نہیں؟ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے کہ نہیں؟ عبادت ہے کہ نہیں؟ تو جس نے اپنی طرف بلایا اپنی عبادت کی طرف بلایا وہ کیا ہے؟ طاغوت ہے۔ مثالیں موجود ہیں دنیا میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ ایسا کوئی ہو سکتا ہے جو لوگوں کا بلائے کہ میری عبادت کرو؟ ہاں ایسے لوگ موجود ہیں اس لیے میں نے یہ مثال دی۔

یہ قرآن مجید میں ایک مشہور قصہ ہے فرعون کا اور آج کے دور میں صوفی حضرات، یہ تو میں نے ایک قصہ بیان کیا ہے پتہ نہیں ان کے کتنے قصے ہیں اور کتنے ان کے اولیاء ہیں جن کو وہ پکارتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ولی نے یہ خود فرمایا ہے۔ اگرچہ واللہ اعلم وہ اس سے بری ہیں کہ نہیں لیکن جو ان کی کتابوں میں موجود ہے میں نے وہ بیان کیا۔

4۔"ومن ادعى شيئا من علم الغيب" اور جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اسے علم غیب میں سے کچھ آتا ہے وہ بھی طاغوت ہے۔ اور غیب کسے کہتے ہیں؟ جو لوگوں سے غائب ہے وہ غیب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پردے میں رکھا ہے۔ اور علم غیب کو جاننے کے دو طریقے ہیں تاکہ یہ بات آج واضح

ہو جائے۔ ایک وہ طریقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مسخر کر دیا اس طریقے کو اپناتے اپناتے آپ نے علم حاصل کر لیا اور کوئی چھپی ہوئی چیز آپ کے سامنے آگئی تو یہ جائز ہے، شرعاً جائز ہے۔ مثال، ultrasound انسان نے اپنی عقل کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے استعمال کیا۔ عقل تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے کہ نہیں؟ تو ٹیکنالوجی میں جب advancement ہوتی گئی تو اس انسان نے ایک آلہ ایجاد کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ پیٹ کے اندر لڑکا ہے یا لڑکی ہے، عام طور پر۔ تو ہمارے لیے چھپا ہوا ہے کہ پیٹ کے اندر کیا ہے۔ اور یہ بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ ہے اگرچہ بعض حرکات میں پتہ چلتا ہے کہ بچہ زندہ ہے کہ نہیں۔ کبھی کبھی بچے کی حرکت رک جاتی ہے تو ہمیں تو پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہے کہ نہیں، ultrasound سے ہم دل کی دھڑکن کو دیکھتے ہیں کیوں کہ لڑکی لڑکا تو دور کی بات ہے کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے ڈاکٹروں سے بھی غلطی ہوتی ہے لڑکا یا لڑکی میں لیکن دل دھڑک رہا ہے، ہم سے تو چھپا ہوا ہے۔ عورت حاملہ ہے وہ کہتی ہے کہ بھئی بچے کی حرکت رک گئی ہے۔ کہاں جاتے ہیں؟ ڈاکٹر کے پاس۔ کیا کرتا ہے؟ ultrasound کرتا ہے۔ اگر یہ حرام ہوتا تو ہم جاتے کبھی؟ یہ علم غیب کی بات ہے کہ نہیں؟ چھپی ہوئی چیز ہے، وہ بتا رہا ہے کہ دیکھو کہ دل دھڑک رہا ہے دکھاتا ہے تو اگر کوئی چھپی ہوئی چیز اس ذریعے سے کسی کو علم ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ نے مسخر کیا ہے اور یہ جائز ہو ظاہر ہے کہ مسخر ہے تو جائز ہو گا ناں، تو یہ جائز ہے۔ اور مثال کے طور پر فلان تاریخ کو فلان دن، فلان گھنٹے میں یعنی فلان ٹائم میں فلان منٹ، فلان سیکنڈ میں فلان سورج گرہن ہو گا۔ اب ہمیں کیا پتہ کہ سورج گرہن ہو گا کہ نہیں ہو گا۔ یہ کہاں سے پتہ چلا کہ اتنی باریک بینی کا علم حاصل کرنا؟ یہ اللہ تعالیٰ نے جو علم مسخر کیا ہے اس علم کو استعمال کرتے ہوئے یہ بتا دیتے ہیں کہ کب سورج گرہن ہو گا۔ تو یہ جو علم ہے یہ مسخر علم ہے اور علم جو کواکب کا ہے وہ دو قسم کا ہے۔ علم التسییر اور علم التاثیر۔ ایک ہے تسییر جو حرکت ہوتی ہے کواکب کی ان کی حرکت کو بعض علمائے فلک دیکھتے ہیں کہ ان کی حرکت کیسی ہے وہ بتا دیتے ہیں۔ قسمت کا بتانا جائز نہیں ہے شرک ہے یاد رکھیں کیوں کہ یہ تاثیر کا علم ہے اور تسییر کا علم نہیں۔ تسییر کا علم کواکب کی حرکت کو دیکھ کر وقت کا بتانا۔ اب تاروں کو اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا؟ جانتے ہیں؟ راستے کے لیے۔ جو یہ جانتا ہے کہ یہ جو star ہے یہ North کی طرف ہے شمال کی طرف اب اس کو علم ہے اس کا۔ ہمیں یہ پتہ نہیں ہے ہمارے لیے یہ چھپا ہوا ہے ان کے لیے یہ چھپا ہوا نہیں ہے تو وہ جانتے ہیں کہ راستہ کس طرف ہے، یہ علم التسییر ہے۔ علم التاثیر جو ہے کہ علم ستاروں کا اثر ہوتا ہے انسان پر، قسمت کا اثر ہوتا ہے، مصیبت کا اثر ہوتا ہے، اچھائی برائی کا اثر ہوتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے، یہ علم جائز نہیں ہے۔ اور علم غیب نسبت کے لحاظ سے دو قسم کا ہے۔ ایک نسبی علم غیب ہے اور دوسرا حقیقی علم غیب ہے۔ جو نسبی علم غیب ہے یعنی ایک حاضر ہے اور ایک مستقبل کا ہے۔ جو حاضر ہے وہ نسبی ہے، آپ کو وہ چیز آتی ہے جو مجھے نہیں آتی۔ ڈاکٹری کی ایسی چیزیں ہیں جو مجھے آتی ہیں اور آپ کو نہیں آتیں حالانکہ وہ ابھی موجود ہے حقیقت میں اور آپ کو انجینئرنگ میں یا کسی اور فیلڈ میں جو آپ کی اپنی فیلڈ ہے اس میں کوئی چیز آتی ہے جو مجھے نہیں آتی اگر آپ الجبرا کا سوال پوچھیں میں خاموش بیٹھا رہوں گا، میں آپ سے میڈیسن کے بارے میں پوچھوں گا تو آپ کو جواب نہیں آئے گا۔ تو کچھ ایسی چیزیں ہم سے چھپی ہوئی ہیں جو آپ کو آتی ہیں اور کچھ ایسی چیزیں ہیں جو مجھے آتی ہیں وہ آپ سے چھپی ہوئی ہیں، یہ غیب ہے لیکن نسبی ہے۔ جو مستقبل کا علم غیب ہے وہ سب کے لیے ختم ہو چکا ہے سوائے انبیاءO کے اور نبوت کا دروازہ وحی کا دروازہ بند ہو گیا ہے اب کسی کے لیے جائز نہیں کہ کسی بھی ذریعے سے اس غیب تک پہنچے اگرچہ بعض لوگ جنوں کے ذریعے، میں نے کیوں کہا ہے کہ ان چیزوں سے ان اسباب سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسخر کیا ہے ان اسباب پر عمل کرتے ہوئے کسی چھپی ہوئی چیز کو جاننا یہ جائز ہے اور جو اسباب اللہ تعالیٰ نے مسخر نہیں کیے انسان خود جنوں کے ذریعے سے شرک کرکے جنوں کو اپنے قریب کرکے بعض علم غیب کی خبریں لوگوں کو دیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے یہ شرک ہے۔ بات واضح ہوئی کہ نہیں؟

5۔"ومن حكم بغير ما أنزل الله"(اور جس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا وہ بھی طاغوت ہے)۔اس کی تفصیل اگلے دروس میں بیان کروں گا کیوں کہ صرف اسی جملے پر"ومن حكم بغير ما أنزل الله"ڈیڑھ گھنٹے کا درس ہے تقریباً۔"والدليل قوله تعالى"اور اس کی دلیل کیا ہے کہ یہ طاغوت ہیں؟ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ﴾ (البقرۃ/256)(کوئی زبردستی نہیں کوئی اکراہ نہیں دین میں رشد اور غی،اچھائی اور برائی،حق اور باطل سب نمایاں اور واضح ہوگیا) ﴿ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ ﴾ (جس نے طاغوت کو جھٹلایا) ﴿ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ ﴾ (اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا) ﴿ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ﴾ (تو اس نے عروۃ الوثقیٰ کو تھام لیا)۔عروۃ،وثقیٰ بلند مرتبے کو بلند جگہ کو کہتے ہیں یعنی کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کو تھام لیا۔﴿ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ ﴾" لَا إِلَهَ" ﴿ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ ﴾"إِلَّا اللّٰهُ"۔تو اس میں کلمہ توحید اس ترتیب سے آیا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ۔اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ عروۃ الوثقیٰ کیا ہے؟لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ۔یاد رکھیں کہ کوئی سوال ہو کہ عروۃ الوثقیٰ کسے کہتے ہیں؟کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کو۔﴿ لَا انْفِصَامَ لَهَا ﴾ (جو اس کو اچھی طرح تھام لے تو اس کو پھر چھوڑتا نہیں ہے)اور یہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے یہ کلمہ عروۃ الوثقیٰ اور یہ کلمہ توحید اس کے کام آتا ہے مرنے کے بعد بھی۔﴿ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے)

تم جو کچھ بھی کرتے ہو کیا طاغوت کی پیروی کرتے ہو طاغوت طاغوت کا کفر کرتے ہو،اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو یا نہیں لاتے ہو،عروۃ الوثقیٰ کو تھامتے ہو یا نہیں تھامتے ہو مضبوطی سے،تمہیں توحید کا علم ہے یا نہیں ہے یا صرف نام کے مسلمان ہو،اللہ تعالیٰ بہتر سننے والا اور بہتر جاننے والا ہے۔

"و هذا هو معنى لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ "(اور یہ ہی معنی ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کا)۔کہاں سے؟﴿ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ ﴾﴿ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ ﴾" لَا إِلَهَ"﴿ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ ﴾"إِلَّا اللّٰهُ"۔

"وفي الحديث "اور حدیث مبارکہ میں آیا ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہے"رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامِ"جو امر موجود ہے دنیا میں،جو سب سے بہترین چیز دنیا میں موجود ہے اس کا سر ہے اسلام یعنی پورا دین ہے امر یعنی دین امر"مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا"یعنی امر یہ دین یعنی دین کا سر ہے اسلام"وَعَمُودُهُ"(اور اس کا ستون"وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ "اور اس کا ستون ہے نماز)"وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ"اور اس کی اونچائی اور بلندی کی خوبصورتی کیا ہے؟ "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ"۔دیکھیں صرف جہاد نہیں،جہاد فی سبیل اللہ ۔جہاں پر آپ کو آیت اور کوئی حدیث نظر آئے گی جہاد کے ساتھ فی سبیل اللہ ان شاءاللہ آپ کو نظر آئے گا اور اس دین اسلام اور اس دین کی بلندی جہاد میں ہے۔اسے احمد اور ترمذی نے ابن ماجہ میں روایت کیا۔

اس حدیث مبارکہ میں واضح بات ہے کہ اگر کسی چیز کا سر نہیں تو اس کا وجود ہی نہیں تو کلمہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے تو اسلام سر ہے اور اس کا قاعدہ ہے کلمہ توحید۔بغیر بنیاد کے بغیر base کے کوئی عمارت قائم نہیں ہوسکتی تو بنیاد توحید ہے اور اس کی جو ریڑھ کی ہڈی ہے جو ستون ہے جس کے اوپر پوری بلڈنگ قائم ہوتی ہے وہ ہے نماز،نماز نہیں تو بلڈنگ گر جاتی ہے اس لیے جو نماز نہیں پڑھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس پوری بلڈنگ اس پوری اسلام کی عمارت اور دین اسلام کی عمارت کو run کرنے والی چیز،روشن کرنے والی چیز جہاد فی سبیل اللہ ہے تو جب تک جہاد موجود ہے تب تک یہ دین کی طاقت بھی موجود ہے،دین کی عزت بھی موجود ہے اور دین کی بلندی بھی موجود ہے،جب جہاد نہیں تو اس دین کی بلندی اور دین کی خوبصورتی اور دین کی عزت ختم ہوجاتی ہے۔

www.ashabulhadith.com
free authentic Urdu lectures

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں "و اللہ اعلم" (اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) "تمت الأصول الثلاثة" اصول ثلاثہ پوری ہو چکی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے۔